REGD. No L. 5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۲۹

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ
عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل

ربوہ

خطبہ نمبر ۲۱

یوم چہارشنبہ ۲ محرم ۱۳۷۹ھ

فی پرچہ ۱۰

جلد ۴۹/۱۴ ۲۹ احسان ۱۳۳۹ ہش ۲۹ جون ۱۹۶۰ء نمبر ۱۴۶

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

(محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب)

نخلہ ۲۷ جون بوقت ½ ۱۱ بجے قبل دوپہر

کل دن بھر حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر رہی رات نیند اچھی آگئی۔ اس وقت طبیعت بہتر ہے۔

احباب جماعت التزام کے ساتھ حضور کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔

روس کی طرف سے تخفیف اسلحہ کے سوال کو جنرل اسمبلی کے ایجنڈے میں شامل کرنے کا مطالبہ

اشتراکی ممالک کی تخفیف اسلحہ کی کمیٹی سے علیحدگی۔ مغربی ملکوں کے رویہ پر روسی نمائندے کی نکتہ چینی

ماسکو ۲۸ جون۔ روس نے اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل مسٹر ہیمرشولڈ کے نام ایک مراسلہ میں مطالبہ کیا ہے کہ جنرل اسمبلی کے آئندہ اجلاس کے ایجنڈے میں تخفیف اسلحہ کے سوال کو شامل کیا جائے۔ روس نے یہ مطالبہ کل تخفیف اسلحہ کی کمیٹی سے (جس کا اجلاس جنیوا میں ہو رہا ہے۔) علیحدگی اختیار کرنے کے بعد کیا ہے۔ کل دس ملکوں کی تخفیف اسلحہ کمیٹی کے اجلاس میں مسٹر زورین نمائندہ روس نے اعلان کیا کہ آئندہ روس کمیٹی کی کارروائی میں کوئی حصہ نہیں لے گا آپ نے کہا مغربی ملکوں کے نمائندے روس کی پیشکردہ تجاویز کے متعلق بدستور ثانوی اہمیت کے دلائل دینے میں مصروف ہیں جن کی وجہ سے کانفرنس میں غیر معمولی بلکہ ناقابل برداشت صورت حال پیدا ہو گئی ہے۔ آپ نے الزام عائد کیا کہ مغربی ملکوں نے جنرل اسمبلی کی اس قرارداد پر عمل درآمد کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی جس کے ذریعہ عالمی ادارے نے عام اور مکمل تخفیف اسلحہ کی ہدایت کی تھی۔ مسٹر زورین نے کہا اب اس معاملے پر اقوام متحدہ میں ہی بحث ہونی چاہئیے۔ مسٹر زورین کی تقریر کے بعد دوسرے کمیونسٹ ملکوں کے نمائندوں نے بھی اسی قسم کے خیالات کا اظہار کر کے نمائندہ روس کے الزامات کی (باقی صفحہ)

ارجنٹائن کے صدر بون پہنچ گئے

بون ۲۸ جون۔ ارجنٹائن کے صدر آرتورو فرنڈیزی کل جب مغربی جرمنی کے چار روزہ دورے پر یہاں پہونچے۔ تو ان کا پورے فوجی اعزاز سے استقبال کیا گیا۔ صدر فرنڈیزی کی حکومت مغربی جرمنی سے بات چیت زیادہ تر اقتصادی موضوع پر ہوگی۔ یقین ظاہر کیا جاتا ہے کہ ارجنٹائن کے صدر مغربی جرمنی سے اپنے ملک کے لئے قرضے اور سرمایہ کاری کی سہولتیں حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔

امریکہ جنگ کیلئے تیار ہے

واشنگٹن ۲۸ جون امریکی وزیر جنگ ٹامس گیٹس نے کل اعلان کیا کہ امریکہ فوجی اعتبار سے محدود یا وسیع ہر قسم کی جنگ کا مقابلہ کرنے کے لئے پوری طرح تیار ہے۔ آپ نے ایک ٹیلی ویژن انٹرویو میں کہا میرا خیال ہے کہ روس کوئی بڑا فوجی بحران پیدا کرنے کی جرأت نہیں کرے گا۔ وہ ہمیں محض پریشان کرتا رہے گا۔ امریکی وزیر جنگ نے کہا کہ روسی وزیراعظم کا ہر مطالبہ تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔

چکوال کے قریب تیل کے ایک اور ذخیرے کی دریافت

راولپنڈی ۲۸ جون۔ راولپنڈی کے جنوب میں سو میل دور چکوال کے پاس ڈھلیال کے مقام پر تیل کا ایک اور ذخیرہ دریافت ہوا ہے۔ اٹک آئل کمپنی نے اس جگہ تیل نکالنا شروع کر دیا ہے۔ تیل ۲۵ پیپے فی گھنٹہ کے حساب سے نکل رہا ہے۔ کمپنی نے ایک اعلان میں بتایا ہے کہ تیل بہت عمدہ قسم کا ہے۔ اعلان میں بتایا گیا ہے کہ کمپنی کے حکام ڈھلیال میں مقیم اپنے افسروں سے مزید تفصیلات دریافت کر رہے ہیں۔ تفصیلات موصول ہونے کے بعد کمپنی کی طرف سے اس ذخیرے کے متعلق ایک تفصیلی بیان جاری کیا جائے گا۔

مصر میں ایٹمی شہر کی تعمیر

قاہرہ ۲۸ جون۔ روس اور متحدہ عرب جمہوریہ کے سائنسدان معماروں کی امداد سے ایک شہر کی تعمیر میں مصروف ہیں جو بعد میں ایسے ایٹمی شہر میں تبدیل ہو جائے گا۔ جو بالکل خود کفیل ہوگا۔ یہ شہر آئندہ چند ماہ میں تعمیر ہو جائے گا۔ اور اس کے قریب ایٹمی طاقت کی ایک لیبارٹری تعمیر کی جائے گی۔

رشید کرامی منتخب ہو گئے

لبنان ۲۸ جون۔ رشید کرامی سابق وزیراعظم لبنان ملک کے ایک شمالی حلقے سے منتخب ہو گئے ہیں۔ عام انتخابات کا آخری مرحلہ اتوار کو شروع ہوگا۔

عرب ملکوں کے لئے ویزا کی پابندیاں ختم

تہران ۲۸ جون تہران کے ذمہ دار حلقوں سے معلوم ہوا ہے کہ متحدہ عرب جمہوریہ نے عرب لیگ میں شامل ملکوں کے لئے ویزے کی پابندیاں ختم کر دی ہیں۔ اب ان ملکوں کے نمائندے صرف پاسپورٹ دکھا کر متحدہ عرب جمہوریہ کی حدود میں داخل ہو سکتے ہیں۔

خلافت لائبریری کے کھلنے کے اوقات

احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ یکم جولائی ۱۹۶۰ء سے خلافت لائبریری کے کھلنے کے حسب ذیل اوقات ہوں گے۔ امید ہے کہ احباب پورا پورا فائدہ اٹھائیں گے۔

صبح ۸ بجے سے ½ ۱۰ بجے تک
شام ۵ بجے سے ۷ بجے تک

(انچارج خلافت لائبریری)

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا۔

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل ایل بی

ملفوظات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

وہی نیکی بابرکت اور نتیجہ خیز ہوتی ہے جس میں استقلال اور دوام کا رنگ پایا جائے

کچھ دن نیکی کر کے پھر اسے چھوڑ دینا ایک ایسی کمزوری ہے جس سے انسان کی روحانی زندگی ہر وقت خطرہ میں رہتی ہے

جو قوم اس بات کی عادی ہو کہ اسے بار بار بیدار کیا جائے اسے اپنے مستقبل کی فکر کرنی چاہیئے

نمازیں انسان کے روحانی اعضا ہیں ان میں سستی کرنا روحانی اعضا کو کاٹنے کے مترادف ہے

تھوڑا سا کام کر کے یہ سمجھ لینا کہ ہم نے بہت کچھ کر لیا ہے محض نفس کا دھوکہ ہے

فرمودہ ۱۰ اکتوبر سنہ ۱۹۴۵ء بعد نماز مغرب بمقام قادیان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے یہ غیر مطبوعہ ملفوظات ہیں، جنہیں صیغہ زود نویسی اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

فرمایا:- میں نے اپنے خطبات میں جماعت کو کئی دفعہ توجہ دلائی ہے کہ

کام وہی بابرکت اور نتیجہ خیز ہوتا ہے

جس میں استقلال اور دوام کا رنگ پایا جائے۔ یوں تو ادنیٰ سے ادنیٰ اور ذلیل سے ذلیل انسان بھی کبھی نہ کبھی کوئی نیکی کر لیتا ہے لیکن اس کا دو دن کے لئے نیکی پر کاربند ہونا اس بات کی علامت نہیں سمجھی جا سکتی کہ وہ فی الحقیقت نیک انسان ہے اسی طرح اگر کوئی شخص کچھ عرصہ باقاعدہ نمازیں ادا کرتا ہے۔ باقاعدہ چندہ دیتا ہے۔ دین کے لئے قربانی بھی کرتا ہے لیکن کچھ عرصہ کے بعد ان سب باتوں کو چھوڑ دیتا ہے۔ تو کوئی عقلمند انسان ایسا نہیں جو ایسے شخص کو کامل طور پر ایماندار یا متقی سمجھ سکے۔ ہمارے ملک کی مساجد میں سے

کچھ مساجد ایسی بھی ہیں

جو کنچنیوں کی بنوائی ہوئی ہیں یا بعض ایسے لوگوں کی بنوائی ہوئی ہیں۔ جن کی ساری عمر ظلم و تعدی اور دوسری بدعات میں گزری لیکن جب وہ مرنے کے قریب پہنچے تو کوئی مسجد یا کنواں۔ یا مدرسہ یا لائبریری بنوا دی اور اسکے بنوانے کے بعد انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا کام کر دیا ہے اور مسجد یا کنواں یا مدرسہ یا لائبریری بنوا کر اللہ تعالیٰ پر اتنا بڑا احسان کر دیا ہے کہ اب اللہ تعالیٰ کا کوئی حق نہیں کہ آخرت میں ان سے ان کے اعمال کے متعلق بازپرس کرے

گویا اصل مالک وہ ہیں

اور اللہ تعالیٰ ان کا محتاج ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہود کی اسی حالت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ یہ ایسے جاہل اور بے وقوف ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے متعلق کہتے ہیں کہ اصل مالدار تو ہم ہیں اور اللہ تعالیٰ نعوذ باللہ فقیر اور محتاج ہے جو اپنے دین کی اشاعت کے لئے ہم سے پیسے مانگتا ہے (آل عمران ع ۱۹) یہ سب باتیں وہ تمسخر سے کہتے تھے حالانکہ جتنا لمبا سلسلہ انبیاء کا بنی اسرائیل میں گزرا ہے اور کسی قوم میں نہیں گزرا لیکن پھر بھی ان کی ذہنیت میں تبدیلی پیدا نہ ہوئی۔ وہ کبھی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہہ دیتے تھے کہ فاذھب انت وربک فقاتلا انا ھٰھنا قاعدون۔ (مائدہ ع ۴) کہ اے موسیٰ تو اور تیرا رب دونو جاؤ اور لڑتے پھرو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔ اگر یہ کام ہم نے ہی کرنا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کا نام درمیان میں کیوں لاتے ہو۔ قربانیاں ہم کریں اور ہمارے آدمی مارے جائیں۔ اور فتح اللہ تعالیٰ کے نام لگے۔ یہ ذہنیت شیطان ہر زمانہ میں لوگوں کے اندر پیدا کرتا رہتا ہے اور ان کے دلوں میں وساوس اور شبہات پیدا کر کے انہیں اللہ تعالیٰ کی راہ سے برگشتہ کرنا چاہتا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کے کاموں میں ایک پردہ اور اخفا کا رنگ ہوتا ہے۔ اسی لئے ظاہر بین نگاہوں کو انسانوں کے ہاتھ تو کام کرتے دکھائی دیتے ہیں لیکن

اللہ تعالیٰ کی نصرت اور مدد

کے سامان ان کی نگاہوں سے پوشیدہ رہتے ہیں۔ یہ کبھی نہیں ہوا کہ آسمان پھٹے اور اس میں سے دنیا والوں کو جبرائیل کا منہ نظر آنے لگے۔ اور جبرائیل باواز بلند یہ کہہ رہا ہو کہ اے لوگو! آدمؑ اللہ تعالیٰ کا نبی ہے اور تمہاری طرف اس کا پیغام لے کر آیا ہے۔ اس کی تکذیب اور انکار نہ کرنا اور ایسا بھی آج تک کبھی نہیں ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مثلاً خانہ کعبہ بنانے کا ارادہ کیا ہو اور شام کے وقت میکائیل آسمان سے سر نکال کر دنیا والوں کو آواز دے کہ اپنے اپنے سر بچالو۔ اور کمروں کے اندر بیٹھ جاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ آسمان سے خانہ کعبہ کے بنانے کے لئے روپوں کی تھیلیوں کی بارش کرنے لگا ہے نہ حضرت آدمؑ کے زمانے میں ایسا ہوا۔ نہ حضرت نوحؑ کے زمانہ میں ایسا ہوا نہ حضرت زرتشتؑ اور رام چندرؑ کے زمانہ میں ایسا ہوا نہ حضرت موسیٰؑ کے زمانہ میں ایسا ہوا نہ حضرت عیسیٰؑ کے زمانہ میں ایسا ہوا اور نہ ہی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایسا ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے

دین کی اشاعت

اور دین کے کاموں کو سرانجام دینے کے لئے آسمان سے روپوں کی بارش کی ہو یا آسمان سے مومنوں کے لئے بیجوں کی بارش کی ہو اور وہ خود بخود رات کو اُگ کر صبح تک بڑے بڑے درخت بن گئے ہوں یا اللہ تعالیٰ کے کسی نبی کو اشتہار چھپوانے کی ضرورت پیش آئی ہو تو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے چھپے ہوئے اشتہار اس کی ضرورت کے مطابق پھینک دیئے ہوں یا لڑائی کا موقعہ ہو اور گھوڑوں اور نیزوں کی ضرورت ہو تو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے گھوڑوں اور نیزوں کی بارش کی ہو نہ کبھی آج تک ایسا ہوا۔ اور نہ آئندہ ایسا ہوگا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ [illegible] کے ذریعہ ہی یہ سارے سامان مہیا کیا کرتا ہے۔ لیکن

بنی اسرائیل کی ذہنیت

یہ تھی کہ ہم خدا تعالیٰ کا کام کیوں کریں اللہ تعالیٰ خود کرے۔ چنانچہ باوجود حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مان لینے کے شروع سے لے کر آخر تک مختلف رنگوں میں وہ حجت بازی کرتے رہے۔ گو الفاظ تبدیل کر لیتے تھے کبھی کہہ دیتے تھے کہ جا تو اور تیرا رب جا کر لڑو فتح ہو جائے تو ہمیں اگر بتا دینا ہم آ جائیں گے کبھی کہہ دیتے۔ کہ خدا تعالیٰ تمہیں روپے نہیں دیتا کہ ہم سے مانگتے ہو

کیا خدا تعالیٰ نے فقیر ہے کہ ہم اس کے کاموں کو سرانجام دینے کے لئے اپنا مال خرچ کریں۔ اور یہ بات صرف بنی اسرائیل تک ہی محدود نہیں رہی۔ بلکہ آج مسلمان کہلانے والوں اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں اپنے آپ کو شامل کرنے والوں کا بھی یہی حال ہے اگر

اسلام کی اشاعت کا سوال

ہو تو کہتے ہیں کہ جس نے اسلام بھیجا ہے وہی اس کو برتر اور غالب کرنے کے سامان پیدا کرے گا۔ ہمارے ہاتھوں کچھ نہیں بنے گا۔ اگر اسلام کے لئے مال کی ضرورت ہو تو کہتے ہیں کہ ہمیں تو خود پیٹ بھر کر روٹی نصیب نہیں ہوتی ہم چندہ کہاں سے دیں۔ اگر غریبوں کی غربت دور کرنے کا سوال ہو۔ تو کہتے ہیں کہ جس نے ان کو پیدا کیا ہے۔ وہ خود غربت دور کرنے کے سامان کرے۔ ہم کیوں کریں۔ لیکن جب مرنے لگتے ہیں تو کوئی مسجد یا کنواں یا مہمان خانہ یا امام باڑہ بنوا دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے اللہ تعالیٰ پر اتنا بڑا احسان کیا ہے کہ نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کی آنکھیں اب ہمیشہ کے لئے ہمارے سامنے نیچی رہیں گی۔ اور وہ

قیامت کے دن

ہم سے محاسبہ نہیں کر سکے گا۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی ایک بہن غیر احمدی تھیں۔ وہ آپ سے ملنے کے لئے ایک دفعہ قادیان آئیں۔ آپؓ نے ان کو تبلیغ کی۔ اور بعض باتیں سکھائیں کہ جاکر اپنے پیر صاحب سے پوچھنا۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ دوبارہ قادیان آئیں تو

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ

سے کہنے لگیں کہ ہمارے پیر صاحب کہتے ہیں کہ ہم جانیں اور ہمارا کام۔ ہم قیامت کے دن تمہارے ذمہ دار ہوں گے اور تمہارا ہاتھ پکڑ کر تمہیں جنت میں چھوڑ آئیں گے۔ ہم قیامت کے دن تمہارے وکیل ہوں گے۔ اور وکیل خود بحث کیا کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا بے شک وکیل ہی بحث کیا کرتا ہے۔ لیکن اگر بحث میں وکیل سے کوئی بات پوچھی جائے اور وکیل کے پاس وجہ معقول ہو۔ تو وہ جواب دے سکتا ہے۔ لیکن اگر اس کے پاس وجہ معقول نہ ہو تو وہ کیا جواب دیگا۔ یا اگر جواب دیتا ہے۔ اور وہ غلط نکلتا ہے۔ تو وکیل کا کیا نقصان ہوگا۔

نقصان تو موکل کا ہی ہوگا۔ یہ باتیں آپ کی بہن نے جاکر پیر صاحب کے سامنے بیان کیں۔ وہ کہنے لگے کہ یہ تیرے ذہن کی باتیں نہیں۔ بلکہ تجھے یہ باتیں نورالدین نے سکھائی ہیں۔ پھر کہنے لگے۔ کہ تم فکر نہ کرو۔ جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تم سے پوچھے گا تو ہم کہیں گے کہ اس کے ذمہ دار ہم ہیں۔ اس کا حساب ہم سے لیا جائے "پھر تسیں دگڑ دگڑ کردے ہوئے جنت وچ چلے جاناں" یعنے پھر تم دگڑ دگڑ کرتے ہوئے جنت میں چلے جانا۔ انہوں نے کہا پیر صاحب سوال تو آپ کا ہے کہ آپ

جنت میں کیسے داخل ہونگے

پیر صاحب نے جواب دیا ہمارا کیا ہے۔ جب آپ لوگ جنت میں چلے جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ہم سے کہے گا کہ ان کو تم نے جنت میں بھیج دیا ہے۔ اب تم بولو۔ تو ہم کہیں گے کہ ہمارے ساتھ یہ کیا نداق ہو رہا ہے۔ کیا ہمارے نانا امام حسین رضؓ کی قربانی کافی نہ تھی کہ آج ہمیں اعمال بجالانے کے لئے دق کیا جاتا ہے۔ اس پر ہمیں اللہ تعالیٰ بغیر حساب لئے جنت میں داخل کردیگا۔ میں سمجھتا ہوں یہ خیالات لوگوں میں اسی لئے پیدا ہوتے ہیں کہ وہ یہ نہیں جانتے کہ نجات ہمارے اپنے اعمال سے وابستہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر وہ کوئی نیکی کا کام کرتے بھی ہیں۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ ایک احسان سمجھتے ہیں۔ اور یہی ذہنیت ہے۔ جو

نیکیوں پر استقلال اور دوام کی عادت

پیدا نہیں ہونے دیتی۔ لوگ چھوٹی سے چھوٹی نیکی کر کے بھی یہ سمجھ لیتے ہیں۔ کہ ہم نے اللہ تعالیٰ پر بڑا احسان کر دیا ہے۔ اور احسان خواہ چھوٹا ہو یا بڑا تھوڑا ہو یا زیادہ برابر ہوتا ہے۔ گویا وہ اللہ تعالیٰ کو رشوت دیتے ہیں جس طرح کسی شخص کے پاس ٹکٹ نہ ہو۔ اور وہ ریل گاڑی میں سفر کر رہا ہو۔ اور ٹکٹ چیک کرنے والا آجائے۔ تو وہ بجائے پورا کرایہ ادا کرنے کے کچھ رشوت دے کر ٹکٹ چیکر کو خاموش کرا دے۔ یہی حال ان لوگوں کا ہے۔ وہ اس ایک نیکی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی آنکھیں نیچی کرنا چاہتے ہیں۔ اور یہ نہیں سمجھتے کہ اگر ہم ساری عمر بھی نیکیاں

کرتے چلے جائیں تو بھی ہماری ذمہ داری ادا نہیں ہوتی۔ وہ لوگ جو کچھ دیر کام کرنے کے بعد کچھ عرصہ

قربانی کرنے کے بعد

تھک کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اور ان کے اندر سستی اور غفلت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اس امر کی ضرورت ہوتی ہے کہ ان کو پھر بیدار کیا جائے۔ اور ان کو ذمہ داریوں کا احساس دلایا جائے ایسے لوگوں کو

اپنے انجام کی فکر کرنی چاہیئے

کیونکہ اگر ایک شخص ساری عمر بھی کھانا کھاتا رہے۔ لیکن صرف دس دن کھانا نہ کھائے تو وہ یا تو مر جائے گا یا مرنے کے قریب پہنچ جائے گا۔ اگر ایک شخص ہزار سال میں نوسو ننانوے سال اور تین سو پچاس دن تک کھانا کھاتا رہے۔ لیکن صرف دس پندرہ دن نہ کھائے۔ تو اس کا پچھلا کھایا ہوا آئندہ نہ کھانے والے دنوں میں کام نہیں آئے گا۔ یہی حال انسان کی روحانی زندگی کا ہے۔ اگر اس کو روحانی غذا نہ ملے۔ تو ایسے شخص کی زندگی خطرہ میں پڑ جاتی ہے۔ اور وہ یا تو مر جاتا ہے۔ یا مرنے کے قریب پہنچ جاتا ہے۔ لیکن اگر وہ اپنی حالت کی طرف توجہ کرے اور توبہ و استغفار کرے۔ تو اسے اللہ تعالیٰ موت کے گڑھے سے نکال لیتا ہے۔ اور اگر توجہ نہ کرے۔ اور اپنی اصلاح کے لئے نیکی کی طرف قدم نہ اٹھائے تو اس پر موت وارد ہو جاتی ہے۔ پس

تھوڑا سا کام کر کے یہ سمجھ لینا کہ ہم نے اپنی آخرت کے لئے بہت کچھ کر لیا ہے۔ یہ محض نفس کا دھوکہ ہے۔ یہ ایسی ذہنیت ہے جو عملی حالت کو خراب کر رہی ہے۔ اور اگر ہماری جماعت بھی اس رَو میں بہ جائے تو یہ قابل افسوس بات ہوگی۔ میں دیکھتا ہوں کہ نماز وں میں پھر سستی پیدا ہو رہی ہے آج اس مسجد میں پہلے سے آدھی قطاریں نماز پڑھنے والوں کی ہیں۔ میرے بیمار ہونے سے اللہ تعالیٰ تو بیمار نہیں ہوگیا۔ وہ تو دیکھتا ہے کہ کون

مسجد میں آیا ہے اور کون نہیں آیا۔ دوست آج محلوں میں جاکر لوگوں سے پوچھیں کہ کیا میرے بیمار ہونے سے اللہ تعالیٰ بھی بیمار ہوگیا ہے کہ لوگ نماز پڑھنے کے لئے نہیں آتے۔ کیا اب اللہ تعالیٰ ان کو دیکھ نہیں رہا۔ جیسے پہلے دیکھتا تھا۔ کہ کون مسجد میں آیا ہے اور کون نہیں آیا۔ یا ان کو ضرورت نہیں رہی کہ وہ اس مسجد میں آکر نماز ادا کریں۔ میرے نزدیک نہ آنے والے لوگوں کی حالت بالکل ویسی ہی ہے جیسے سکول کے بچوں کی ہوتی ہے اگر استاد کی توجہ کسی دوسری طرف ہو جائے یا استاد کلاس میں نہ رہے۔ تو بچے تختیاں رکھ کر آپس میں لڑنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور اپنے کام کو بھول جاتے ہیں۔ اسی طرح ان لوگوں نے یہی سمجھ لیا ہے کہ میں تو مسجد میں آتا نہیں اس لئے انہیں مسجد میں آنے کی کیا ضرورت ہے بچے تو نادان ہوتے ہیں۔ اسلئے وہ دوسری طرف مشغول ہو جاتے یا آپسمیں لڑنا شروع کر دیتے ہیں۔ لیکن مومن تو بہت عقلمند اور بیدار مغز ہوتا ہے۔ اس کا مقصد ہر وقت اس کی آنکھوں کے سامنے رہنا چاہیئے بیشک استاد کی غیر حاضری میں بچے جو کچھ کرتے ہیں اسے ان باتوں کا علم نہیں ہوتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ تو عالم الغیب ہے اسے انسان کی ہر حالت کا علم ہوتا ہے۔ اور وہ جانتا ہے کہ کون کون مسجد میں آیا ہے اور کون کون نہیں آیا۔ لیکن اگر بفرض محال اللہ تعالیٰ یہ فیصلہ کرے کہ میں آج مسجد میں جھانکوں گا نہیں تو گو اللہ تعالیٰ تو قادر مطلق ہے اس کے لئے تو یہ خیال بھی نہیں کیا جا سکتا کہ وہ کسی وقت نہ دیکھے۔ لیکن اگر محال کے طور پر فرض بھی کر لیا جائے

کہ اللہ تعالیٰ اپنے علم کو روک دے اور مسجد میں نہ دیکھے تو بھی نقصان اسی شخص کا ہوا جو نماز کے لئے نہیں آیا۔ کیونکہ وہ نماز کے ثواب سے محروم ہو گیا اور میرے نزدیک تو مسجد میں نہ آنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص اپنی آنکھیں پھوڑ ڈالے یا اپنے کانوں کو بند کر دے یا اپنی زبان کاٹ ڈالے یا اپنے دانت توڑ دے یا اپنی ناک کاٹ لے۔ جو شخص اپنے ان اعضاء کو کاٹتا ہے وہی دکھ اٹھاتا ہے اسی طرح نمازیں بھی انسان کے روحانی اعضاء ہیں۔ نمازوں میں سستی کرنا اپنے روحانی اعضاء کو کاٹنے کے مترادف ہے اور اگر کسی ایسے شخص کو جو نہ آنکھیں رکھتا ہو نہ کان رکھتا ہو۔ نہ ناک رکھتا ہو نہ زبان رکھتا ہو۔ نہ ہاتھ رکھتا ہو جنت میں بھی داخل کر دیا جائے تو وہ اس سے کیا فائدہ اٹھائے گا جیسے کسی لولے، لنگڑے اور اندھے شخص کو شالامار باغ میں بٹھا دیا جائے تو وہ اس سے کیا لطف حاصل کر سکے گا۔ اسی طرح جس شخص کے روحانی اعضاء کام نہیں کرتے تو اسے اگر جنت میں بھی داخل کر دیا جائے تو وہ جنت سے کیا لطف اٹھائے گا۔ گو ایسے آدمی کا جس کے روحانی اعضاء کام نہ کرتے ہوں جنت میں جانا ناممکن ہے لیکن اگر فرض کر لیا جائے کہ کوئی شخص فرشتوں کو دھوکہ دے کر جنت میں چلا بھی جائے تو وہ اندھا تھا اور لنگڑا شخص جنت میں جا کر کیا کرے گا۔ اس کی آنکھیں نہیں کہ جنت کے نظاروں کو دیکھ سکے اس کے کان نہیں کہ جنت کی عمدہ آوازوں کو سن سکے۔ اس کی زبان نہیں کہ جنت کے ثمرات کو چکھ سکے۔ اس کے ہاتھ نہیں کہ کسی کو چھو کر اس کی لطافت کو محسوس کر سکے۔ جنت سے تو وہی لطف اٹھا سکتا ہے جس کی نمازیں باقاعدہ ہوں۔ جس کے چندے باقاعدہ ہوں اور وہ تقویٰ کی تمام راہوں پر گامزن ہو کیونکہ یہی چیزیں ہیں جو انسان کے روحانی اعضاء ہیں۔ جس نے ان میں سستی اختیار کی۔ گویا اس نے اپنے روحانی اعضاء کاٹ ڈالے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے من کان فی ھذہ اعمیٰ فھو فی الاخرۃ اعمیٰ (بنی اسرائیل ع ۸) کہ جو شخص اس دنیا میں روحانی طور پر اندھا ہے وہ اگلے جہان میں بھی اندھا ہوگا۔ قرآن مجید کا یہ طریق ہے کہ وہ بات کو نہایت اختصار سے بیان کرتا ہے اور یہ بلاغت کا قاعدہ ہے کہ بات ایک جزو کے متعلق کرتے ہیں مگر تمام اجزاء مراد ہوتے ہیں۔ اس آیت کی تفسیر اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے کہ لھم قلوب لا یفقھون بھا ولھم اعین لا یبصرون بھا ولھم اذان لا یسمعون بھا (اعراف ع ۲۲) یعنی ان کے سینوں میں ظاہری طور پر دل تو موجود ہیں لیکن وہ ان سے کام نہیں لیتے۔ اور ان کی آنکھوں میں ظاہری طور پر ڈیلے تو موجود ہیں لیکن وہ ان سے دیکھتے نہیں اور ان کے ظاہری طور پر کان تو ہیں لیکن ان سے سنتے نہیں۔ یہ کافر کی علامت ہوتی ہے کہ وہ روحانی لحاظ سے بالکل اندھا۔ بہرہ اور گونگا ہوتا ہے۔ وہ ظاہری آنکھیں رکھنے کے باوجود نہیں دیکھتا کہ اللہ تعالیٰ کے کیا کیا نشانات ظاہر ہو رہے ہیں اور کس طرح اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی نصرت کر رہا ہے وہ ظاہری کان رکھنے کے باوجود نہیں سنتا۔ ہر طرف سے صداقت اور سچائی کی آوازیں بلند ہوتی ہیں چاروں طرف لوگ سچائی کا باآواز بلند اقرار کرتے ہیں۔ لیکن اس کے کانوں میں آواز نہیں پہنچتی اس کے پاس دل ہوتا ہے لیکن وہ صرف ایک گوشت کی بوٹی ہوتی ہے جو کام دل کا ہوتا ہے کہ وہ کسی بات کے متعلق فیصلہ کرے اور اس پر مضبوطی سے قائم ہو جائے یہ بات اس میں نہیں ہوتی۔ پھر کافر گونگا ہوتا ہے یعنی حق کے مقابلہ میں کوئی بات اس کے منہ سے نہیں نکلتی۔ وہ حق کے مقابلہ میں حیران و ششدر ہو جاتا ہے۔ پس من کان فی ھذہ اعمیٰ فھو فی الاخرۃ اعمیٰ سے مراد صرف آنکھوں کا اندھا پن نہیں بلکہ دوسری آیات جو اسی مضمون کی ہیں وہ بھی اس کے ساتھ شامل ہیں اور اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اس دنیا میں روحانی طور پر اندھا ہے وہ اگلے جہان میں بھی اندھا ہوگا۔ جو شخص اس جہان میں روحانی طور پر اصم ہے وہ شخص اگلے جہان میں بھی اصم ہوگا۔ جو شخص اس جہان میں روحانی طور پر ابکم ہے وہ اگلے جہان میں بھی ابکم ہوگا تاہم ایک عضو کا بیان ہے اور مراد اس سے تمام اعضاء ہیں۔ پس جس شخص کی نہ آنکھیں ہوں نہ کان ہوں۔ نہ زبان ہو۔ نہ ناک ہو نہ ہاتھ ہوں وہ جنت سے کیا فائدہ اٹھا سکتا ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم جنت کے متعلق فرماتے ہیں

جنت ایسی چیز ہے کہ مالا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر نہ آنکھوں نے اسے دیکھا۔ نہ کانوں نے کبھی اس کی حقیقت کو سنا ہے اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا تصور آ سکتا ہے۔ یہی تینوں الفاظ ہیں جو قرآن مجید نے بیان فرمائے ہیں۔ لھم قلوب لا یفقھون بھا ولھم اذان لا یسمعون بھا ولھم اعین لا یبصرون بھا ولھم اعین لا یبصرون بھا کے مقابل پر مالا عین رأت فرمایا اور ولھم اذان لا یسمعون بھا کے مقابل پر ولا اذن سمعت فرمایا اور لھم قلوب لا یفقھون بھا کے بالمقابل پر ولا خطر علی قلب بشر فرمایا یعنی وہ چیزیں ایسی ہیں کہ مومن ان چیزوں کو اس جہان میں نہیں دیکھتا مگر اگلے جہان میں دیکھے گا لیکن کافر اس جہان میں بھی نہیں دیکھتا اور اگلے جہان میں بھی نہیں دیکھے گا۔ مومن کو ایسی آنکھیں دی جائیں گی جو جنت کی چیزوں کو دیکھیں گی ان سے لطف اندوز ہوں گی اور اگلے جہان میں مومن کو ایسے کان ملیں گے جو جنت کی عمدہ آوازوں کو سن کر لذت اٹھائیں گے اور مومن کو اگلے جہان میں ایسا دل ملے گا جو

جنت کی نعماء

سے لذت اندوز ہوگا۔ کافر کے پاس یہ تینوں چیزیں نہیں ہوں گی۔ کیونکہ وہ روحانیت کے لحاظ سے اس دنیا میں بھی اندھا تھا اور اگلے جہان میں بھی اندھا ہی ہوگا۔ وہ روحانیت کے لحاظ سے اس جہان میں بھی بہرہ تھا اور وہاں بھی بہرہ ہی ہوگا۔ اس کا دل اس جہان میں بھی روحانیت کی باتوں سے ناآشنا تھا اور اگلے جہان میں بھی جنت کی لذات سے ناآشنا ہوگا۔ جو حالت اس کی اس جہان میں ہے وہی حالت اگلے جہان میں ہوگی۔ میرے خیال میں یہ حدیث اسی آیت کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت میں کچھ ایسے حواس دیئے جائیں گے جو ان حواس کے مشابہ ہوں گے جو اس وقت ہم رکھتے ہیں۔ تو وہ حواس بہت لطیف ہوں گے اور جنت میں کچھ چیزیں ایسی ہوں گی جن کو دیکھ کر آنکھیں لذت اٹھائیں گی۔ کچھ چیزیں ایسی ہوں گی جن سے کان لذت اٹھائیں گے۔ کچھ چیزیں ایسی ہوں گی جن سے قلب محظوظ ہوگا۔ کچھ چیزیں ایسی ہوں گی جن سے زبان لذت پائے گی۔ مثلاً جنت میں ثمرات وغیرہ کھانے کو ملیں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ جنتی لوگوں کے متعلق فرماتا ہے کہ وہ کہیں گے ھذا الذی رزقنا من قبل۔ لیکن جس شخص کے حواس دنیا میں کام نہیں کرتے اور وہ روحانی نعمتوں سے محروم ہیں وہ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ ھذا الذی رزقنا من قبل (بقرہ ع ۳) پس جو شخص سوچ سمجھ کر اعمال بجا لاتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ وہ

کسی نیکی سے محروم نہ رہے

اسے ہر نماز کے ذریعہ ایک نئی طاقت دی جاتی ہے۔ اگر وہ حج کرتا ہے تو تو اسے ایک نئی طاقت عطا کی جاتی ہے اگر زکوٰۃ دیتا ہے تو اسے ایک نئی طاقت عطا کی جاتی ہے۔ اگر وہ کسی کو تعلیم دیتا ہے تو اسے ایک نئی طاقت عطا کی جاتی ہے۔ اگر وہ نیک بات کسی کو کہتا ہے تو اسے ایک نئی طاقت عطا کی جاتی ہے۔ اگر وہ کسی کی تربیت کرتا ہے تو اسے ایک نئی طاقت عطا کی جاتی ہے۔ اگر وہ اچھے کلمے کی کسی کو تلقین کرتا ہے تو اسے ایک نئی طاقت عطا کی جاتی ہے۔ اگر وہ ظلم و تعدی کو دور کرتا ہے تو اسے ایک نئی طاقت عطا کی جاتی ہے۔ اگر وہ کسی یتیم یا بیوہ کے بوجھ کا کفیل بنتا ہے تو اسے ایک نئی طاقت عطا کی جاتی ہے۔ اگر وہ کسی

مصیبت زدہ کی مدد

کرتا ہے تو اسے ایک نئی طاقت عطا کی جاتی ہے۔ ہر نیکی جو انسان کرتا ہے اس کے ذریعہ وہ اپنی ایک نئی حس اور نئی طاقت کو زندہ کرتا ہے۔ جو جنت میں اس کے کام آنے والی ہے جتنی نعمتیں جنت میں ہیں اگر انسان چاہے کہ ان سب سے لطف اٹھائے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کے مقابل پر زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرے۔ جس طرح انسان دنیا میں اچھے نظارے دیکھ کر لطف اٹھاتا ہے ناک سے خوشبو سونگھ کر یا کانوں سے اچھی آوازوں کو سن کر لطف اندوز ہوتا ہے یا زبان سے چکھ کر لذت اٹھاتا ہے اور ہر ایک چیز کی سینکڑوں بلکہ ہزاروں قسمیں ہوتی ہیں۔ نظارے دنیا میں ہزاروں قسم کے ہوتے ہیں اور ایک دوسرے سے اعلیٰ ہوتے ہیں۔ اسی طرح خوشبوئیں بھی ہزاروں قسم کی ہوتی ہیں۔ اچھی آوازیں بھی ہزاروں قسم کی ہوتی ہیں اور چیزوں کے ذائقے بھی ہزاروں قسم کے ہیں ہر ایک آدمی کا ذوق مختلف ہوتا ہے بعض آدمی ترش چیز کو پسند کرتے ہیں لیکن بعض آدمی ترش چیز کو سخت ناپسند کرتے ہیں کیونکہ وہ ان کے ذوق کے مطابق نہیں ہوتی اور جن کو ترش چیز پسند ہے وہ بھی سارے کے سارے کسی ایک چیز کو

پسند نہیں کرتے بلکہ مختلف طبائع مختلف چیزوں کو پسند کرتی ہیں کیونکہ ترش چیزیں کوئی ایک دو قسم کی نہیں بلکہ ہزاروں قسم کی ہیں بعض مٹھاس کو پسند کرتے ہیں۔ آگے مٹھاس کی بھی ہزاروں قسمیں ہیں۔ بعض کو گڑ پسند ہوتا ہے۔ بعض آم کو پسند کرتے ہیں۔ بعض کو زردہ پسند ہوتا ہے بعض کو فیرنی پسند ہوتی ہے۔

یہ سب چیزیں میٹھی ہیں۔ لیکن کسی کو کوئی میٹھی چیز پسند ہوتی ہے۔ اور کسی کو کوئی اسی طرح جنت کی نعمتیں بھی لاکھوں کروڑوں قسم کی ہوں گی۔ مگر ان کے مقابل پر انسان کو بھی کروڑوں کروڑ نیکیاں کرنی چاہئیں۔

قرآن مجید سے پتہ لگتا ہے

کہ اللہ تعالیٰ نے جنت میں مومنوں کے لئے افتراق اور جدائی کو پسند نہیں فرمایا پس وہاں اعلیٰ اور ادنیٰ کا امتیاز اس رنگ میں باقی نہیں رہے گا۔ کہ وہ ایک دوسرے سے جدا ہیں۔ بلکہ ان کو ایک درجہ میں جمع کر دیا جائے گا۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دوسرے انبیا بھی جنت کی لذات سے اسی طرح سو فیصدی لطف اندوز ہو رہے ہوں گے۔ جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم لطف اندوز ہو رہے ہوں گے۔

اصل بات یہ ہے

کہ چونکہ جذباتی لحاظ سے انسان پر اس کے پیاروں کی جدائی شاق گزرتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ادنیٰ اور اعلیٰ کے امتیاز کو مٹا کر ایک ہی مقام میں ان کو جمع کر دے گا۔ مگر اس کے باوجود ان میں مدارج کا امتیاز ہوگا ایک ہی پلیٹ سے دو آدمی کھانا کھاتے ہیں تو ہر ایک ان میں سے اپنے اپنے ذوق کے مطابق اس سے لطف اندوز ہوتا ہے ہر روز گھر میں کھانا پکتا ہے۔ میاں بیوی بچے اور دوسرے رشتہ دار اسے کھاتے ہیں مگر کیا وہ سارے کے سارے ایک سا مزا اٹھاتے ہیں۔ حالانکہ وہ سب کے سب ایک ہی کھانے میں شریک ہوتے ہیں۔ پس مشارکت سے یہ ضروری نہیں ہوتا کہ وہ سب مزہ اٹھانے میں بھی برابر ہوں۔ جنت میں

مشارکت بھی ضروری ہے

کیونکہ اگر سارے رشتہ دار ان نعمتوں میں شامل نہ ہوں تو جنت پورا انعام نہیں کہلا سکتی باپ کہے گا میرا بیٹا میرے پاس نہیں ہے بیوی کہے گی میرا خاوند میرے پاس نہیں ہے خاوند کہے گا کہ میری بیوی میرے پاس نہیں ہے ہم بیٹا کہے گا میرے ماں باپ میرے پاس نہیں ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ سب کو جمع کر دے گا۔ مگر باوجود ایک جگہ جمع ہونے کے ضروری نہیں کہ وہ سب جنت کی نعمتوں سے ایک جیسا لطف اٹھائیں۔ جیسا کہ ہمارے گھروں میں عام طور پر ایک ہی کھانا پکتا ہے یہ کبھی نہیں ہوا۔ کہ بیوی خاوند کے لئے تو پلاؤ پکائے۔ بچوں کے لئے قورما پکائے اور اپنے لئے دال پکائے۔ کوئی آدمی بھی گھر میں اس تفریق کو پسند نہیں کرتا۔ لیکن باوجود اس کے کہ وہ سب ایک ہی کھانے میں شریک ہوتے ہیں۔ ان کے ذوق اور ان کے مزے میں اختلاف ہوتا ہے۔ اگر ان میں سے کوئی بیمار ہے تو وہ اور مزا اٹھائے گا۔ اگر کسی کے دانت نہیں تو وہ اور مزا اٹھائے گا اور جس کے دانت بھی ہیں اور صحت بھی ٹھیک ہے وہ اس سے اور مزا اٹھائیگا۔ حالانکہ کھانا ایک ہی ہوتا ہے۔ اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عزیز اور رشتہ دار اور مقرب صحابہ رضی اللہ عنہم وغیرہ کھانے میں آپ کے شریک ہوں گے۔ تاکہ ان کے دلوں کو ٹھیس نہ لگے لیکن ہر ایک ان میں الگ الگ مزا لے رہا ہوگا۔ اس لحاظ سے ان میں فرق بھی ہوگا اور

درجات کا امتیاز

بھی باقی ہوگا۔ اگر یہ سمجھا جائے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی بھی سو فیصدی اسی طرح جنت سے لطف اٹھائیں گے جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم لطف اٹھا رہے ہونگے۔ تو جنت کے مدارج باطل ہو جاتے ہیں۔ اور بڑے اور چھوٹے کا امتیاز نہ باقی نہیں رہتا۔ حالانکہ یہ امتیاز موجود ہوگا رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ دوسرے لوگ مزہ میں سو فیصدی تب شامل ہو سکتے ہیں۔ کہ ان کے اعمال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ہوں۔ لیکن ہم میں سے ہر ایک شخص جانتا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اعمال کے لحاظ سے تمام انبیاء سے ارفع اور اعلیٰ ہیں۔ پھر باقی انبیا آپ کے ساتھ جنت کی نعماء میں سو فیصدی کس طرح شامل ہو سکتے ہیں۔ اس نکتہ کو یاد رکھنے کی

کوشش کرنی چاہیئے

کہ ہم اس دنیا میں اپنے اعمال کے ذریعہ جیسا ذوق پیدا کریں گے۔ اسی کے مطابق جنت کی نعمتوں سے لطف اٹھائیں گے اور ہر نیکی جس کے کرنے میں کوتاہی سے کام لیں گے۔ ہم اپنے ہاتھ سے اس نعمت کا دروازہ اپنے اوپر بند کریں گے۔

اس نکتہ کو پہلے لوگوں میں سے بھی کسی نے بیان نہیں کیا۔ جہاں تک میں نے صوفیا کی کتابیں پڑھی ہیں۔ کسی نے اس بات کے متعلق بحث نہیں کی۔ اور نہ اس موضوع پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ غرض جنتیوں کے اتصال اور اتحاد سے اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے۔ کہ جنتی لوگوں کو

تسکین قلب حاصل ہو

اور کوئی خلش ان کو تکلیف نہ دے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو بے شک تسکین قلب حاصل تھی۔ لیکن بعد میں آنے والے دل میں ایک چبھن محسوس کرتے ہیں۔ کہ کاش ہم بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ ہوتے۔ ہم بھی آپ کا زمانہ دیکھتے ہم بھی آپ کے ساتھ جنگوں میں شریک ہوتے لیکن جنت میں اس قسم کی کوئی خلش باقی نہیں رہے گی۔ پس جنت میں اتحاد اور اتصال بھی ہوگا اور وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ سب رشتہ داروں کو ایک جگہ جمع کر دیگا۔ تاکہ جدائی ان کو تکلیف نہ دے۔ لیکن ان میں مدارج کا امتیاز بھی باقی رہے گا۔ اور وہ اس طرح کہ ہر ایک ان میں سے اپنے اپنے ذوق اور اپنی اپنی حس کے مطابق جنت کی نعمتوں سے لطف اٹھائے گا۔ پس

یہ بات یاد رکھنی چاہیئے

کہ جس جس حس کو انسان دنیا میں تقویت دے گا اسی کے مطابق جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوگا۔ اور انسان کی حسیں اسی دنیا میں اس طرح تیز ہو سکتی ہیں کہ انسان محض اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی کے لئے اعمال بجالائے اور اعمال کے بجالانے میں استقلال اور دوام اختیار کرے۔ جب تک اعمال میں استقلال اور مداومت کا رنگ نہ ہو اس وقت تک وہ انسان کی روحانی زندگی پر اثر انداز نہیں ہوتے۔ کچھ دن تک التزام سے نماز پڑھنا پھر چھوڑ دینا۔ کچھ دن اصلاح و ارشاد کے کام میں جوش دکھانا پھر خاموشی اختیار کر لینا کچھ دن تک قربانی کرنا اور پھر تھک جانا یہ ایسی چیز ہے جس کی وجہ سے انسان کی

روحانی زندگی خطرہ میں ہوتی ہے

اور وہ لوگ جو ایسا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے جاذب نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل پورے طور پر انہیں لوگوں پر نازل ہوتے ہیں جو صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر اعمال بجالاتے ہیں۔ اور اس بات کے محتاج نہیں ہوتے کہ نبی یا خلیفہ ان کو بار بار توجہ دلائے۔ وہ اس بات کا خیال نہیں کرتے کہ کسی بڑے آدمی نے تحریک کی ہے یا کسی چھوٹے آدمی نے۔ بلکہ وہ ہر نیک تحریک پر خواہ وہ نبی کی طرف سے ہو یا خلیفہ کی طرف سے ہو یا اس کے کسی نائب کی طرف سے ہو لبیک کہنے کیلئے تیار رہتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے مورد بنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ کبھی پسند نہیں کرتا۔ کہ لوگ نبی یا خلیفہ کی خاطر کام کریں۔ موحد قوم وہی ہوتی ہے۔ کہ خواہ نبی یا خلیفہ زندہ رہے یا فوت ہو جائے اس کے اخلاص میں اور اس کے جوش میں کمی نہ آئے۔ بلکہ وہ اسی جوش اور اخلاص سے کام کرتی چلی جائے جس جوش اور اخلاص سے وہ پہلے کام کرتی تھی اور یہ حقیقت ہے۔ کہ جو قوم پورے طور پر موحد ہو۔ اسے دنیا کی کوئی طاقت مٹا نہیں سکتی۔ نہ حکومتیں اسے کوئی گزند پہنچا سکتی ہیں اور نہ بادشاہتیں اس کا کچھ بگاڑ سکتی ہیں۔ ہمیشہ شرک ہی قوموں کی تباہی اور ہلاکت کا موجب ہوتا ہے۔ پس دوستوں کو اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیئے کہ آپ لوگوں کے

اعمال میں کسی قسم کی ملونی نہ ہو

اور ہر چھوٹی سے چھوٹی نیکی کو اختیار کرنے کی کوشش کریں۔ اس میں مداومت اختیار کریں۔ اور کسی بات کے متعلق بھی آپ لوگوں کو بار بار توجہ دلانے کی ضرورت نہ ہو۔ بلکہ ایک آواز ہی آپ کے لئے کافی ہو۔

جو قوم اس بات کی عادی ہو۔ کہ اسے بار بار بیدار کیا جائے اسے اپنے مستقبل کی فکر کرنی چاہیئے۔ کیونکہ انبیا اور خلفاء تو اللہ تعالیٰ کی سواریاں ہوتے ہیں جو بوقت ضرورت بندوں کو عطا کی جاتی ہیں۔ اور وہ بڑی حد تک جماعتوں کے بوجھوں کو اٹھاتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ سہولت کے لئے اپنے بندوں کو یہ سواریاں دے دے تو یہ اس کا احسان ہوتا ہے اور اگر یہ سواریاں نہ ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ کی جماعتوں کا کام ہوتا ہے کہ وہ ان بوجھوں کو خود اٹھائیں۔ اگر کسی والد کو اپنا بچہ اٹھا کر لے جانے کے لئے سواری نہ ملے تو وہ اس کو پھینک نہیں دیتا۔ بلکہ خود اٹھا کر لے جاتا ہے

اور موت فوت کا سلسلہ تو انسانوں کے ساتھ جاری ہے اس لئے نہ کسی انسان پر بھروسہ کرنا جائز ہے اور نہ بھروسہ کرنا چاہیئے

حدیث میں آتا ہے

کہ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو مدینہ کے لوگوں کے لئے بہت بڑے ابتلاء کی صورت پیدا ہوگئی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ اس وقت مدینہ میں موجود نہ تھے آپ جب مدینہ میں آئے تو آپ کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کا علم ہوا۔ اور آپؓ کو لوگوں کی حالت کا بھی علم ہوا۔ آپؓ مسجد میں تشریف لائے اور لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے آپؓ نے فرمایا کہ من کان منکم یعبد محمداً فانّ محمداً قد مات کہ جو شخص تم میں سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا یعنی آپ کی خاطر نماز پڑھتا تھا یا آپ کی خاطر روزہ رکھتا تھا یا آپؐ کی خاطر زکوٰۃ دیتا تھا اسے جان لینا چاہیئے کہ اس کا معبود فوت ہوگیا ہے اور اب اسے ان اعمال کے بجالانے کی ضرورت نہیں ومن کان منکم یعبد اللّٰہ فانّ اللّٰہ حیّ لایموت۔ اور جو شخص تم میں سے اللہ تعالےٰ کی عبادت کرتا تھا یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے نماز روزہ۔ حج زکوٰۃ اور دوسرے احکام پر عمل کرتا تھا اسے اب بھی یہ اعمال کرتے رہنا چاہیئے کیونکہ

اللہ تعالےٰ زندہ ہے

اور اس پر کبھی موت وارد نہیں ہوسکتی۔ پس جن لوگوں میں یہ کیفیت پیدا ہو جائے کہ خواہ کوئی زندہ رہے یا فوت ہو ان کے اعمال میں کوئی کمی واقع نہ ہو۔ یہی لوگ موحّد ہوتے ہیں اور جب توحید کی روح قوم میں سے مٹ جائے تو قوم بھی مٹ جاتی ہے۔ کیا ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد اللہ تعالےٰ کا سپرد کردہ کام چھوڑ دیا تھا۔ نہیں اور ہرگز نہیں۔ بلکہ ہم نے نہایت اخلاص سے جاری رکھا۔ اور اللہ تعالےٰ نے ہمارے اخلاص کو قبول فرمایا اور ہمیں پہلے کی نسبت بہت زیادہ ترقی عطا فرمائی۔ اگر آئندہ بھی جماعت اس روح کو قائم رکھے کہ کسی کی موت کی وجہ سے ان میں سستی پیدا نہ ہو بلکہ وہ اپنے کام کو پہلے کی نسبت زیادہ ہمت کے ساتھ کرتی چلی جائے تو اللہ تعالےٰ اسے بہت زیادہ ترقیات دے گا پس یہ بات ہمیشہ یاد رکھو کہ

جس قوم میں توحید زندہ ہے

وہ قوم زندہ رہے گی اور جب قوم میں سے توحید مٹ جائے گی وہ قوم بھی مٹ جائے گی ؁

درخواستہائے دعا

(۱) میرے ایک عزیز مرزا حبیب اللہ بٹ کشمیری کچھ عرصے سے بیمار ہیں۔ بزرگانِ سلسلہ سے درخواست دعا ہے۔ (مختار احمد بٹ کشمیری جماعت احمدیہ ظفر آباد)

(۲) خاکسار کئی دنوں سے بعارضہ بخار بیمار ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ کامل صحت عطا فرمائے (شمیم احمد شاد ملتان شہر)

(۳) چوہدری بشیر احمد صاحب آف چہڑ بجار منہ (د) صاحب فراش ہیں۔ احباب صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔ (وارث ہاشمی بھیکی شیخوپورہ)

(۴) عاجز شدید طور پر بیمار ہے۔ بزرگانِ سلسلہ میری صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔ (سید صمصام الدین مبلغ سلسلہ احمدیہ انڈیا)

(۵) میرا ایک مقدمہ دائر ہے۔ احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ اس مقدمہ میں مجھے کامیاب کرے۔ میری اہلیہ مدت سے بیمار ہے۔ اس کی صحت کے لئے بھی دعا فرمائیں۔ (عبد الرحیم بٹ۔ راولپنڈی)

(۶) میرے عزیز لڑکے سعید احمد اور اس کی ہمشیرہ نے میٹرک کا امتحان دیا ہوا ہے احباب نمایاں کامیابی کے لئے دعا فرمائیں (محمد ابراہیم حاجی پورہ سیالکوٹ شہر)

(۷) مکرم برادرم ڈاکٹر عبد الکریم صاحب کی والدہ محترمہ عرصہ سے بیمار ہیں۔ احباب سے ان کی صحت کے لئے درخواست دعا ہے۔

(محمد ابراہیم خلیل انسپکٹر وقف جدید راولپنڈی)

(۸) ایک دوست غلام نبی صاحب پر ایک مقدمہ دائر ہے۔ احباب جماعت سے باعزت بریت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (احمد دین از گوجرانوالہ)

(۹) میرا لڑکا عبد السلام بوجہ ٹائیفائڈ اور ملیریا بیمار ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

(ارشاد علی خان احمدی چک ۱۱۳ /۱۲-ل ضلع منٹگمری)

ہمارا عزم

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"ہمارے ذمہ بہت بڑا کام ہے اور ہم نے تمام غیر ممالک میں مساجد بنانی ہیں یہاں تک کہ دنیا کے چپہ چپہ سے اللّٰہ اکبر کی آواز آنے لگ جائے اور لوگ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں داخل ہو جائیں"

احباب کی اطلاع و تعمیل کے لئے حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کا بیان فرمودہ "ممالک بیرون میں تعمیر مساجد کا لائحہ عمل" شائع کیا جاتا ہے۔ تمام احباب اس کے مطابق باقاعدہ حصہ لینے کی سعادت حاصل کر کے ثواب دارین حاصل کریں۔

(۱) بڑے تاجر:۔ مثلاً منڈیوں کے آڑھتی اور کارخانوں کے مالک ہر مہینہ کی پہلی تاریخ کے پہلے سودے کا پورا منافع خانۂ خدا کی تعمیر کے لئے دیں خواہ ایک پیسہ یا ہزار روپیہ ہو۔

(۲) چھوٹے تاجر:۔ ہر ہفتہ کے پہلے دن کے پہلے سودے کا منافع بیت اللہ کی تعمیر کے لئے دیں۔

(۳) ملازمین کو ہر سال جو سالانہ ترقی ملے اس میں سے پہلی ترقی مساجد کی تعمیر کے لئے دیں۔

(ب) اسی طرح جب کوئی دوست پہلی دفعہ ملازم ہو تو وہ پہلی تنخواہ کا دسواں حصہ مسجد فنڈ میں دیں

(ج) عارضی، ملازمین جن کو ترقی نہیں ملتی ایک ماہ کی تنخواہ کا ½ دیں

(۴) وکلاء، ڈاکٹر اور پیشہ ور صاحبان گزشتہ سال کی آمد مقرر کریں اور پھر اس تعین کے بعد اگلے سال ان کی آمدنی میں جو زیادتی ہو اس کا دسواں حصہ۔ نیز ماہانہ کی آمد کا پانچ فیصدی

(۵) کنٹریکٹر صاحبان ہر سال کے ٹھیکوں میں جو مجموعی منافع ہو اس میں سے ایک فیصدی۔

(۶) صناع:۔ مستری۔ لوہار۔ درزی۔ بڑھئی اور مزدوری پیشہ احباب ہر ماہ کی پہلی تاریخ یا مہینہ کا کوئی اور دن مقرر کر کے اس دن کی جو مزدوری ہو اس کا دسواں حصہ۔

(۷) زمیندار احباب جن کی زمین دس ایکڑ سے کم ہو وہ ایک آنہ فی ایکڑ اور اس سے زائد زمین والے دو آنہ فی ایکڑ کے حساب سے دیا کریں۔

(۸) مزارع احباب جن کی مزارعت دس ایکڑ سے کم ہو وہ دو پیسہ فی ایکڑ اور زائد مزارعت والے ایک آنہ فی ایکڑ کی شرح سے مسجد فنڈ دیا کریں۔

مختلف خوشی کی تقاریب پر مثلاً نکاح پر شادی پر۔ بیٹے کی پیدائش پر مکان کی تعمیر پر۔ یا امتحان میں پاس ہونے پر خانۂ خدا کی تعمیر کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور حصہ دیا کریں۔

(وکیل المال تحریک جدید انجمن احمدیہ ربوہ)

تعلیم الاسلام ہائی سکول یونین کا اجلاس

ربوہ ۲۲ جون۔ کل مورخہ ۲۳ جون بروز جمعرات گیارہ بجے دوپہر تعلیم الاسلام ہائی سکول یونین کا سالِ رواں کا پہلا اجلاس نعیم الرحمٰن درد دہم اے نائب صدر یونین کے زیر صدارت منعقد ہوا۔ اجلاس کی کارروائی تلاوت قرآن مجید سے شروع ہوئی جو محمد ذکویانے کی۔ بعد ازاں محمد یٰسین نے ایک نظم خوش الحانی سے سنائی۔ نظم کے بعد محمود علی شاہ نے استقلال کے موضوع پر ایک مضمون پڑھ کر سنایا۔ آخر میں صدر یونین مکرم محمد ہادی صاحب مونس نے یونین کے اغراض و مقاصد کے عنوان پر تقریر کی جس میں آپ نے طلبہ کو اس امر کی پرزور تلقین فرمائی کہ وہ اسٹیج پر جرأت مندانہ طور پر آئیں اور اظہار خیال کریں اور یونین کے ساتھ پورے تعاون کا ثبوت دیں صدر صاحب کی اس تقریر کے بعد کارروائی ختم ہوئی

(محمد کریم قمر سیکرٹری تعلیم الاسلام ہائی سکول یونین ربوہ)

ضروری اعلان

ماہ جون کا الفرقان جملہ خریدار صاحبان کے نام پوری احتیاط کے ساتھ روانہ کر دیا گیا ہے۔ اگر کسی خریدار کو اب تک موصول نہ ہوا ہو تو وہ فوراً مطلع فرمائیں اس دفعہ بعض وجوہ سے رسالہ ۱۵ جون کو پوسٹ ہوا تھا۔ رسالہ کی تاریخ اشاعت ہر ماہ کی دس تاریخ مقرر ہے۔

(مینجر الفرقان۔ ربوہ)

اعلان نکاح اور تقریب رخصتانہ

مورخہ ۲۲/۶ کو مکرم ڈاکٹر عبدالقیوم صاحب حال مقیم پشاور نے اپنی صاحبزادی محترمہ فرخندہ اختر صاحبہ کی تقریب رخصتانہ کا اہتمام کیا۔ جس میں جماعت کے مقامی احباب نے شرکت کی اور اس کے بابرکت ہونے کے لئے مکرم شمس الدین خانصاحب امیر جماعت احمدیہ پشاور نے دعا فرمائی۔

محترمہ فرخندہ اختر صاحبہ کا نکاح ۲۶/۶ کو مکرم مولوی ظہور حسین صاحب نے ہمراہ مکرم کرنل محمود احمد صاحب آف بہلول پور حال مقیم کراچی کے ساتھ مبلغ آٹھ ہزار روپیہ حق مہر پر پڑھا تھا۔ تمام بزرگان جماعت سے درخواست ہے کہ وہ دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ جانبین کے لئے اس رشتہ کو مبارک کرے۔ (محمد اجمل شاہد مربی سلسلہ مقیم پشاور)

تعلیم الاسلام ہائی سکول یونین کے عہدیداران

تعلیم الاسلام ہائی سکول یونین کے سال رواں کے عہدیداران مندرجہ ذیل منتخب کئے گئے ہیں

نائب صدر - نعیم الرحمٰن زرد دہم۔ اے

سیکرٹری - محمد کریم قمر دہم۔ اے

نائب سیکرٹری منیر احمد سیفی نہم اے

ممبران مجلس عاملہ { جاوید احمد - دہم اے
ظفر محمود - ہشتم بی

(محمد ہادی مونس صدر تعلیم الاسلام ہائی سکول یونین ربوہ)

دعائے مغفرت

میری بیوی حسین بی بی ۳/۶ بروز جمعہ کو وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ بڑی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ دوست دعا کریں کہ خداوند کریم ہمیں صبر جمیل عطا کرے اور مرحومہ کو جنت الفردوس میں داخل فرمائے۔ آپ مرحومہ نے تین لڑکے اور تین لڑکیاں اپنی یادگار چھوڑی ہیں۔

(چوہدری محمد الدین چک کوٹ آغا ضلع سیالکوٹ ڈاکخانہ قلعہ صوبہ سنگھ)

وصایا

ذیل کی وصایا منظوری سے قبل شائع کی جا رہی ہیں اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے اعتراض ہو تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ کو ضروری تفصیل کے ساتھ مطلع فرماویں (سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

نمبر ۱۵۷۳۸ میں محمد انور کرم پوری ولد چوہدری غلام محمد صاحب کرم پوری پیشہ ملازمت عمر ساڑھے بائیس سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن ربوہ ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۶/۵/۶۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت ماہوار آمد پچپن ۵۵/- روپے ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

العبد محمد انور کارکن فضل عمر ہسپتال ربوہ ضلع جھنگ۔ ۱۶/۵/۶۰

گواہ شد عنایت اللہ صابر کارکن دفتر بیت المال ربوہ ضلع جھنگ

گواہ شد قاضی محمد منیر صدر محلہ دارالیمن ربوہ۔

نمبر ۱۵۷۳۹ میں علم دین ولد پیر بخش صاحب قوم کھوکھر پیشہ عرائض نویس عمر ۶۳ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۵ء ساکن ڈینگروٹ کوٹلی ڈاکخانہ کوٹلی ضلع میرپور صوبہ آزاد کشمیر۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۴ جنوری ۱۹۵۹ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

اس وقت میری جائیداد سات کنال دس مرلہ اراضی زرعی اور ایک مکان واقع موضع ڈینگروٹ کوٹلی ضلع میرپور ہے۔ ان ہر دو کی مالیت دو ہزار روپیہ ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اس کے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا۔ اور اس جائیداد پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ لیکن میرا گذارہ صرف اس جائیداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت مبلغ ۹۰/- روپے ماہوار ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ وصیت کی مد میں کروں تو اس قدر روپیہ اسکی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔ فقط

العبد علم الدین بقلم خود۔

گواہ شد محمد فیروز الدین سیکرٹری مال کوٹلی آزاد کشمیر

گواہ شد بقلم خود محمد صدیق ولد علم الدین (موصی) سکنہ کوٹلی ضلع میرپور آزاد کشمیر۔

نمبر ۱۵۷۴۰ میں سعیدہ بیگم زوجہ حکیم نظام جان قوم قریشی پیشہ خانہ داری عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن گوجرانوالہ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶/۱۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں

۱۔ میری جائیداد حق مہر تین صد روپیہ جو میرے خاوند کے ذمہ واجب الادا ہے۔ ۲۔ زیور طلائی چار تولہ قیمتاً ۵۲۰/ روپے کل میزان ۳۰۰ + ۵۲۰ = ۸۲۰/ روپے ہیں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کروں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے۔

۳۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد اور پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ فقط راقم الحروف حمید قریشی پسر موصیہ مذکور۔

الامۃ سعیدہ بیگم۔

خروشیف کی طرف سے محکوم اقوام کو مکمل امداد کی یقین دہانی

صدر ڈیگال کو بتا دیجئے کہ اب ساری دُنیا آزاد ہو کر رہے گی (خروشیف)

بخارسٹ ۲۸ جون - روس کے وزیر اعظم مسٹر خروشیف نے کل اعلان کیا کہ جو محکوم اقوام سامراجیوں کے خلاف سینہ سپر ہوں گی - انہیں سوویٹ یونین کی مکمل حمایت ہوگی - مسٹر خروشیف نے یہ اعلان رومانیہ کی کمیونسٹ پارٹی کی طرف سے دی گئی ایک دعوت میں کیا۔

مسٹر خروشیف نے ایجنسی فرانس پریس کے نمائندے سے خطاب کرتے ہوئے ہوئے کہا "میں چاہتا ہوں کہ آپ صدر ڈیگال سے جا کر کہدیں کہ کل سب قوموں پر سورج طلوع ہوگا (سب قومیں آزاد ہوں گی) اور ہم ہر ممکن کوشش کریں گے کہ ان قوموں پر جلد از جلد (آزادی کا) سورج طلوع ہو

مسٹر خروشیف نے کہا "میں ۱۹۵۵ء میں سابق وزیر اعظم روس مسٹر بلگانن کے ہمراہ لندن گیا اور میرے ساتھ برطانوی وزیر خارجہ مسٹر سلون لائڈ کار میں جا رہے تھے ۔ ۔ ۔ مجھ سے بڑے راز دارانہ انداز میں پوچھا مسٹر خروشیف کیا یہ درست ہے کہ آپ یمن کو اسلحہ مہیا کر رہے ہیں؟" میں نے جواب میں پوچھا "مسٹر لائڈ کیا یہ درست نہیں کہ آپ ترکیہ اور ایران کو مسلح کر رہے ہیں۔

سادگی اور کفائت شعاری کی ہدایت

لاہور ۲۸ جون چیف سیکرٹری مغربی پاکستان مسٹر ایم خورشید نے تمام کمشنروں، ایڈیشنل کمشنروں اور ملحقہ محکموں کے سربراہوں کے نام مراسلہ بھیجا ہے جس میں انہیں ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اپنے علاقوں میں سرکاری عہدہ داروں کی آمد پر جن میں گورنر اور صوبائی محکموں کے سربراہ بھی شامل ہیں انتہائی سادگی اور کفایت شعاری سے کام لیں۔

مراسلہ میں کہا گیا ہے کہ ان موقعوں پر سجاوٹ اور آرائش اقدامات نہ کئے جائیں نہ سکول کے بچوں کو سڑک پر قطاروں میں کھڑا کیا جائے۔

تخفیف اسلحہ کمیٹی سے اشتراکی ملکوں کی علیحدگی

(بقیہ صفحہ اوّل)

تائید کی۔ مسٹر زورین اپنی تقریر کے بعد کانفرنس سے واک آؤٹ کر گئے اور دوسرے کمیونسٹوں کے نمائندے بھی ان کے ہمراہ کانفرنس ہال سے باہر چلے گئے۔

تخفیف اسلحہ کمیٹی کا اجلاس ۱۵ مارچ کو شروع ہوا تھا۔ اسکے بعد سربراہوں کی کانفرنس کی ناکامی کی وجہ سے ملتوی کر دیا گیا تھا۔ بعد میں وہ سات جون کو دوبارہ شروع ہوا تھا۔

تخفیف اسلحہ کمیٹی میں شریک پانچ مغربی ممالک برطانیہ، فرانس، امریکہ، کینیڈا اور اٹلی ہیں۔ اس کانفرنس میں کمیونسٹ ملکوں کی نمائندگی کے فرائض روس پولینڈ، چیکوسلواکیہ رومانیہ اور بلغاریہ ادا کر رہے ہیں۔ کانفرنس میں آغاز ہی سے تعطل پیدا ہو گیا تھا۔ کیونکہ مشرقی اور مغربی ملکوں نے بالکل متضاد تجاویز پیش کی تھیں۔

درخواست دعا

برادرم عزیز عبادالرحمن لاہور کا لڑکا عطاء الرحمن کی بچپن میں گرنے کی وجہ سے گردن ٹیڑھی ہو گئی ہے۔ ایکسرے پر ڈاکٹر کے مشورہ سے اپریشن کروانا تجویز ہوا ہے جو بروز بدھ مورخہ ۲۹/۶ کو لاہور چھاونی کے ہسپتال میں ہوگا۔ حضور ایدہ اللہ کی خدمت بابرکت میں و بزرگان سلسلہ۔ بزرگان قادیان اور احباب کرام سے اپریشن کے کامیاب ہونے اور بچہ کی صحت کے لئے دردمندانہ دعا کی درخواست ہے۔ (شیخ کلیم الرحمن ربوہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۷